...ds a woman's out of work.
The eyes as enemy's the teeth a dog's
The lips politic, the tongue a traitor's
The legs ill at ease, the ears not matched
the venal severed, the groin itchy.
The slain sun learned by day, goose fleshed at night.
The lungs drawing with air, the brain groggy
Buried alive in a body not my own.

(T.S.Mathews)

No one gives you a black eye,
You have to fight for it
The height of laziness
Is getting somebody else
To do you ours sting
Is a man
With a transplanted ticker
Living on borrowed time?
Modern technology
Owes ecology
An apology
Some have greatness thrust upon them
Others get is otherwise
Why the hell was mine all scattered
Round my waist and hips and thighs?
Over and above everything esle
Jeremy was in love with himself
But he did not get on then
Why am I here

(When half me's asleep
And the other's sill in bed)
Making the coffee
With tea bags.
I don't need you for testing
I have enough trouble with my own thoughts
The solution
To pollution
Is hold you breathe?
until your death
Is I
See on my back and cry
Tears collect in my ears
I am
Completely, hopelessly, madly
Passsionately, deeply, confusingly,
Totally, absolutely, felly,
Wholly, knowingly, desperately
In love
With you
I think.
Nostalgia's all right
But it's not it was

خاں صاحب کی رنگا رنگ زندگی، اُن کی تخلیقی قوتوں کی نیرنگی، اُن کے سفر در سفر، مختلف طبقات میں تعلقات کی [illegible] یہ تھی؟ سوچ بچار کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ یہ سارا تنوع ایک طرح سے تلاش کا سفر تھا۔ یوں تو ہر انسان [illegible] جو تلاش کرنے کے درپے ہے لیکن اُن کی کہانیاں، ڈرامے، زندگی سب اس بات کے مظہر ہیں کہ ساری عمر وہ کسی [illegible] ہوئی شے کو تلاش کرتے رہے۔

پتہ نہیں یہ اشرف المخلوقات کا نصیب ہے کہ وہ کھوئی ہوئی جنت اس دنیا میں ڈھونڈتا ہے یا پیچھے کی یاد اُسے جینے

نہیں دیتی۔ شاید یہی بے نام بے قراری خاں صاحب کا مقدر تھی اور وہ ساری عمر گم گشتہ جنت کی تلاش میں رہے۔ کا اصل مقصد جاننا چاہتے تھے۔ انسان کس لیے تخلیق کیا گیا ہے؟ اُس کی زندگی کیا کسی خاص مصرف کے لیے ہے۔

اُن کے لیے شاید یہ سمجھنا کارِ دارد تھا کہ مادی زندگی کا حصول اور روحانی سفر میں مطابقت کیسے کی جائے۔ ایسے فارمولے کی تلاش میں تھے جس کی مدد سے وہ زندگی کی ٹرین کو ان دونوں پٹڑیوں پر توازن کے ساتھ چلا سکیں۔

جو لوگ ان کی کہانیوں سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اُن کی پہلی کہانیوں میں ''رنگ رلیاں'' ''تلاش'' مظہر ہیں اور جو آخر آخر میں ''من چلے کا سودا'' ''زاویہ'' ''صبحانے افسانے'' میں بدل گئی۔

بہر کیف ذاتی زندگی میں جب جہلم، پنڈی، اسلام آباد، تراڑ کھیل کے چھوٹے چھوٹے سفر نا کافی ثابت ہوئے اور اُن کے اندر کی کیفیت یا تضاد کسی طور پر حل نہ ہوا تو اُنہوں نے ایک لمبی اُڑان کی ٹھانی۔ زوبی ریڈیو روم سے چکے تھے۔ سید عابد علی عابد نے خاں صاحب کو چھٹی دے دی۔

ISMEO سے پیٹر سانتر یلی کا Appointment Letter آ گیا۔ سب کوائف پورے ہوئے۔

شفقت کا مجھ سے بڑا دوستانہ تھا۔ وہ میرے پاس 24-ایس کینال پارک آتی رہتی تھی۔ کالج کی مشغولیت ہمارا کافی وقت لے لیتیں۔ شفقت میں عجیب خود اعتمادی تھی۔ انارکلی کے باہر وہ کسی چوبارے میں رہتی تھی۔ میرا یہ عالم تھا کہ کبھی اُس کے گھر اکیلی نہ جا سکی اور وہ تھی کہ اگر چاند کے سفر پر بھی اُسے جانا ہوتا اور پیراشوٹ سے چھلانگ لگانی ہوتی تو وہ لمحے بھر کو نہ سوچتی۔

زوبی جب اٹلی جانے والے تھے تو خاں صاحب زوبی کو میرے پاس ایک بار لے آئے۔ پھر خاں صاحب کو بھاگنے کے لیے اشارہ ہی کافی تھا۔ وہ زوبی صاحب کو روم کے لیے الوداع کہنے کراچی تک گئے۔ حسنِ اتفاق زندگی میں جو سب سے لمبا خط ملا وہ کراچی سے ہی لکھا گیا تھا۔

آپ اندازہ لگا لیجیے کیسے اشفاق صاحب وقت کو ساکت کرنے کا فن جانتے تھے۔ سمندر کی متلاطم لہریں دیکھتے ہوئے ساحلی ریت کو کاغذ پر سے جھاڑتے ہوئے اس خط کو پوسٹ کرتے وقت پتہ نہیں اُنہوں نے کتنی بار سوچا ہوگا...... پوسٹ کروں...... یا پھاڑ دوں؟

پھر وقت گزر گیا۔ زوبی اپنا وقت پورا کر کے لوٹ آیا تو اشفاق صاحب بھی ایک اور نتیجے پر پہنچ گئے تھے۔ علم ہو گیا تھا کہ چھوٹے چھوٹے رابطے اور چھوٹے چھوٹے سفر سب بیکار ہیں۔ 1-مزنگ روڈ سے 24-ایس کینال کی گردش بے ثمر۔

دیال سنگھ کالج کی پروفیسری نے انہیں دو ایک منظورِ نظر قسم کی لڑکیوں سے ضرور متعارف کر دیا تھا لیکن یہ بھی بے سُود اُن کا وقت ضائع کر رہی تھیں۔ وہ کسی ایک سڑک پر، کسی ایک مسلک کے ساتھ، کسی ایک مصرف کا ہو کر گزارنا چاہتے تھے۔

اسی لیے انہوں نے ایک لمبی اُڑان کا سوچا۔ 1952ء میں انہوں نے روم ہجرت کرنے کی ٹھانی۔ اُن کے دوست زوبی روم ریڈیو پروگرام کر رہے تھے۔ اُن کی واپسی پر یہ جگہ خالی تھی اور خاں صاحب کو قومی امید تھی کہ انہیں

...رووسروس کی نوکری مل جائے گی۔ اس وقت وہ دیال سنگھ کالج میں پروفیسر تھے۔ سید عابد علی عابد اُن دنوں ... تھے۔ ... سید عابد علی عابد کے پاس پہنچے۔

"کیوں بھائی چھٹی کیوں چاہتے ہو؟"

"مجھے روم جانا ہے سر۔"

"بھائی احمق نہ بنو۔ کیا وہاں سے نوکری کنفرم ہو جاتی ہے؟"

"جی یہ دیکھیے یہ پیئر سانتریلی کا خط ہے۔"

اکتوبر کا مہینہ تھا، نہ سردی تھی نہ گرمی۔ میں اگر اپنے لیے افسردہ اور اداس تھی تو مجھے اتنی خوشی ضرور حاصل تھی کہ ... صاحب بالآخر مجھے چھوڑنے پر پوری طرح کاربند ہو چکے تھے۔ بالآخر کسی سے مشورہ کیے بغیر کسی اظہار میں جائے بنا ... ایک مثبت فیصلہ تو کر لیا۔

ریزی نے فیصلہ کیا کہ وہ شفقو کو ملتان تک خدا حافظ کہنے جائے گا اور ملتان کے سٹیشن پر اتر کراس کے پاس چلا ... ریزی، لالو اور میں رات کے وقت میاں میر کے سٹیشن پر پہنچے۔ یہ ان دنوں ایک بہت معمولی سا پلیٹ فارم تھا ... مسافروں کے لیے دو تین بنچیں پڑی تھیں۔ ہم اندر پہنچے، گاڑی بروقت آئی۔

چونکہ یہاں گاڑی کا قیام کم کم ہوتا تھا، اس لیے جھپاک سے ریزی سوار ہو گیا۔ اماں جی اپنے بیٹے شفقو کو کراچی ... نے جا رہی تھیں۔ شاید اماں نے سوچا ہو کہ کہیں قدسیہ بھی ساتھ ہمسفر تو نہیں۔ پھر سر جھٹک کر اس خیال سے پیچھا ... گئے۔

... صاحب نے منہ سے کچھ نہ کہا۔ الوداعی کلمات یا خدا حافظ کا والہانہ انداز بھی نہ اپنایا۔ لحاتی قیام کے بعد ... کھڑکی میں ایک چہرہ نظر آیا۔ سفید ہاتھ اور بازو خدا حافظ کے انداز میں ہلے اور گاڑی چھک چھک کرتی پلیٹ فارم ... گئی۔ رات کافی جا چکی تھی۔

میاں میر سٹیشن سے کینال پارک اچھا خاصا فاصلہ ہے لیکن تب خوف نامی چیز دلوں پر حکمران نہیں تھی۔ سڑکوں پر ... نہیں ہوتی تھیں۔ لڑکیاں بخوبی ٹمٹماتی روشنیوں میں آ جا سکتی تھیں۔ میں اور لالو آہستہ آہستہ کینال پارک کی طرف ... چلے۔

ڈراپ سین ہو گیا۔

میرے اندر نہ امید تھی نہ ناامیدی ہی...... بس ایک کھوکھلا پن تھا جس میں بار بار گاڑی کی وسل بجتی تھی اور بجے ... جاتی تھی۔ ایک بہت بڑا باب ختم ہوا۔

● ● ● ● ● ● ●

450-این، سمن آباد

ہم بچوں کے ارادوں کی عموماً بڑوں کو خبر نہ ہوتی اور جونہی وہ کچھ ارادہ کر لیتے ہمارے منصوبے ریت کے جاتے۔

عجیب اتفاق ہے یا اب تک میری سمجھ سے بالاتر بات ہے کہ خالہ نے فیروز پور روڈ کی اقامت چھوڑ کر بستر اٹھایا اور 450-این، سمن آباد میں ہمیں ساتھ لے کر چلی گئیں۔ ان کی دو تین وجوہات یہ سمجھ میں آ سکتی ہیں کہ خوفزدہ تھیں کہ ہمارے ملنے والے خاص کر تقو، ڈیڈی جی اور ریزی بڑی باقاعدگی سے سکول کو اپنا ڈیرہ بنائے ہوئے اس سے رنگ رنگ کی gossip چل نکلنے کا اندیشہ تھا۔ پھر ریزی کا لڑکیوں کے سکول میں کھپنا مشکل تھا۔ وہ غر جانے کس طرح سارا دن گزارتا تھا۔

یہ مشکل بھی لاینحل تھی۔ خالہ جب 450-این میں شفٹ کر گئیں تو اُن کی مروت سے بعید تھا کہ وہ ہمیں چھوڑ جاتیں۔ اب ہم دونوں بھی گویا ان کے جہیز میں گئے۔

450-این، سمن آباد کی اس گلی میں آخری مکان تھا۔ اس طرح اسے دو رویہ پکی سڑک کا فائدہ تھا۔ ایک عین اس کے سامنے تھی اور دوسری سڑک سمن آباد کے چھوٹے بازار کے سامنے سے گزرتی اور آگے مین بازار میں جا اس گھر میں ایک بار پھر رونقیں ہو گئیں۔ مجھے ملنے 1-مزنگ روڈ والے کھلم کھلا وقت کی پابندی کو پس ڈال کر آنے لگے۔ گورنمنٹ کالج سے ریزی کا دوست ریاض نہ جانے کہاں روپوش ہو گیا تھا۔ وہ بھی اب بلا آنے لگا۔

لیکن تبدیلی ہمارے تعاقب میں تھی۔ یکدم ہمارے ماموں فضل کے دونوں بچے سرفراز اور طلعت جسے ہم گٹو بلاتے تھے، لاہور خالہ کے پاس آ گئے۔ سرفراز اُن دنوں I.C.S. کی تیاری کے آخری مرحلے میں تھا اور اُس کا میں رہنا ناگزیر تھا۔ طلعت اپنے ایم۔ ایس۔ سی بائیولوجی کی تیاریاں کر رہی تھی۔ ان دونوں کے لیے تنہائی کی ضرورت سرفراز اس امتحان میں پاس ہو کر لاہور میں آئی جی پولیس لگ گیا اور طلعت ایم۔ ایس۔ سی کر کے

... پروڈکشن اور کوالٹی کنٹرول میں چلی گئی۔ سال بھر بعد جب سرفراز نے امیر محمد کالاباغ پر کیس بنا دیا تو ہر لینڈ ... امیر محمد صاحب نے بہت بے عزتی کے بعد سرفراز کو پولیس سے ہی نکلوا دیا۔ اب سرفراز پر برے دنوں نے ... جدوجہد کے بعد ناکامی کے باعث وہ شدید Depression میں مبتلا ہو کر عین جوانی میں فوت ہو گیا لیکن یہ ... تھیں۔

جب 450۔این میں میرے اور ریزی کی وجہ سے گہما گہمی تھی۔ اشتیاق کی پوسٹنگ باہر ہو چکی تھی۔ وہ جب بھی ... آدھ دن ہمارے پاس گزارتا۔ ایسے میں کبھی کبھی اُسے رات پڑ جاتی اور وہ بھی ہمارے پاس ٹک جاتا۔ ان ... بو کے گھروں کی دیواریں اونچی نہ تھیں۔ مین بازار کی طرف جانے والی سڑک کی جانب ایک تین فٹ اونچی ... ساتھ بنی تھی۔ رات کو تقو ریزی کا زرد پاجامہ پہن لیتا جو اُس کے گھٹنوں سے تھوڑا سا نیچے تک پہنچتا۔ ہم دونوں ... اس دیوار پر بیٹھ کر باتیں کیا کرتے۔ تقو اپنے شتو بھائی کا دیوانہ تھا۔ اُن کی غیر موجودگی میں گویا وہ مجھ پر اپنی ... نگاہ رکھتا۔ میں تقو پر اس لیے مہربان تھی کہ وہ مجھے ا۔ مزنگ روڈ کی طرف ایک گیت راستہ لگتا تھا۔

تیمن پھر جب گٹو اور سرفراز آ گئے تو تقو بہت جلد گٹو کا دوست بن گیا لیکن رات کی محفلیں برخاست ہو گئیں۔

پتہ نہیں امی کی خودداری تھی یا اُنہیں گٹو اور سرفراز کا خیال تھا۔ اب وہ دو ایک بار ملتان سے آئیں تو کچھ سوچ ... ہی لائن میں آگے چل کر ڈاکٹر سعید رہتے تھے۔ جب بھی ہمیں ضرورت پڑتی ہم اُن کے گھر جا کر بلا تکلف فون ... لیتے۔ ایک معمولی سا تھینک یو اور بس! بہت بعد میں جب سعید صاحب کی دونوں بیٹیاں ٹیلی ویژن سے وابستہ ... ٹاپ کی ایکٹریس بننے میں خاں صاحب سے بہت مدد لی۔ پتہ نہیں کونسا مُہرہ کس وقت استعمال میں آتا ہے ... وقت کس کے ہاتھوں پٹ جاتا ہے۔ یہی دعا رکھنی چاہیے کہ اے باری تعالیٰ! تو اپنی مخلوق میں مجھے کسی پر آفت ... نہ فرما اور ہمیں کسی انسان کی بے عزتی کا باعث نہ بنا۔ اگر آپ اس دعا کو وطیرہ حیات بنا لیں تو آپ کو بہت جلد ... آپ کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہنے لگیں گے جو معاملات میں اسلام کا بنیادی حکم ہے۔

60۔ فیروزپور روڈ سے میں اور ریزی کچھ دیر کے لیے اپنی خالہ فیروزہ کے پاس 450۔این میں منتقل ہو گئے۔ ... وں سے پائی بھر بھی وصول نہ کرتی تھیں اور ان کی آزادی بھی سلب ہوتی تھی۔ شاید میری والدہ کی خودداری نے ... فیصلہ کر دیا۔ خالہ سے چند گھر چھوڑ کر قریب ہی 455۔این خالی تھا۔ اس میں رہائش اختیار کی گئی اور ہم دونوں نے ... بوریا بستر اٹھایا۔ تین کمروں کا یہ گھر اور باورچی خانہ ہمارے لیے بہت بڑا تھا۔ چھوٹا سا برآمدہ، اس سے ملحق ... سامنے صحن اور لیٹرین بہت کافی تھے۔ اب اس گھر میں ایک نامور ادیب اے حمید رہتا ہے جس نے اپنے گھر ... ب گھر میں بدل دیا ہے۔ کشمیری چائے، کلچے، نان اس گھر کا منہ ماتھا ہیں۔ اے حمید اور ان کی بیگم ریحانہ قمر بانو ... نے میں مشغول رہتے ہیں یا پھر تواضع ان کا شعار ہے۔

خاں صاحب اطالیہ جا چکے تھے۔ ہم دونوں نہ کام پر لگے تھے نہ قرینہ سے ہمیں زندگی بسر کرنے کا سلیقہ، طریقہ ... زندگی کو بنانے کا ویسے بھی ہماری پود کو خیال تک نہ آتا۔ ہم میں ڈسپلن اور استقامت کی کمی تھی۔ میں نے اپنے ... ایک راستہ نکالا۔ ایک موسیقی کا استاد رکھ لیا۔ مجھے اُن دنوں گانے بجانے، ناچنے کا شوق تھا۔ ماسٹر صاحب

باقاعدگی کے ساتھ آنے لگے۔ میرا سارا وقت اُن کی شاگردی کی نذر ہونے لگا۔

اسی مصروفیت کے باعث ملازمہ کی تلاش ہوئی۔ اتفاقاً زینب اور لالو کہیں سے آگئے اور باورچی خ
نے سنبھال لیا۔ میں نے لکھنے کا شوق اور ناچنے کی مصروفیت جاری رکھی۔ سارے گا ما لا پتے اور تھیا تھیا ناچنے کا ع
تھا۔ اُدھر ریزی بھائی بھی ہمیشہ کی طرح بیکار سڑکیں ناپنے کو بڑی مصروفیت سمجھتے تھے۔

دن گزرتے گئے۔ استاد جی آتے رہے۔ میں اپنے ناول پر کام کرتی رہی۔ ایک دن اچانک اُستاد صاحب
سے کہنے لگے۔ ''بی بی ایک بات تم سے کہنی تھی۔''

''جی فرمایئے۔''

''بات یہ ہے کہ میں اُدھر شاہی محلے میں بیبیوں کو تعلیم دینے جاتا ہوں۔ وہ میری کبھی اتنی عزت نہیں کر
آپ نے کی۔''

میں حیرانی سے اُن کا منہ تکنے لگی۔ میرے نزدیک تو اُستاد کا مقام ہی ایسا تھا کہ اُس کی عزت کیے بغیر
تھا۔

''آپ کو شاید پتہ نہیں نور جہاں بیگم کو بھی اُس کے اُستاد کی دعا ہے کہ ترقی کر رہی ہے۔ میں بھی آپ کو
ہوں اللہ آپ کو اقبال مند کرے، عروج حاصل ہو۔''

میں نے منہ جھکا کر کچھ شکریہ کہنے کی کوشش کی۔

''میری ایک فرمائش ہے۔''

میں نے دل میں سوچا، اس تمہید کی اصل وجہ فرمائش تھی...... اب رنگ لائی گلہری!

''بات یہ ہے کہ مجھے یہ سارا علم میرے استاد کدر پیا نے سکھایا ہے۔ جب آپ کسی مقام پر پہنچ جائیں تو
فرما کر اُن کا کلام ضرور چھاپ دیں۔ اسے ضائع نہیں ہونا چاہیے۔'' ساتھ ہی انہوں نے مجھے کدر پیا کے کلام
کاغذات پکڑا دیئے بطور نمونہ میں آپ کی خدمت میں ایک صفحہ پیش کرتی ہوں۔

کدر پیا

ٹھمری کھماج

آئی بدریا جھوم کا رے کا رے

انترہ   کہہ پیا پارس رُت آئی

آنگن اندھیاری چھائی

لو چھپ گئے سب ہیں تارے

ٹھمری کھماج

او چٹ گئی موری نیندریاں سن لی مرلی کی تان

انترہ کہہ رکو و تمری ٹھمری بجاوت

یا پنچھی بہت مورے پران

ٹھمری تلنگ

اے جی رسیارے دیکھی توری پیت

انترہ ہم سے بہانا سوتن گھر جانا

یا ہی کدرری توری ریت...... اے جی رسیارے

ٹھمری تلنگ

اے میں پیا سوں مان چلی۔ بات تکت تھی کب کی کھڑی

انترہ اپن دان بن کدر کل زہرت ہے

دیکھو گسیان ٹی ٹی پرت بُری

ٹھمری پیلو

ارے ری گیاں گئے کدر بدیسوا

رین دن مورے رہے اندیسوا

انترہ گھڑی پل چھن موہے کل نہ پرت ہے

بنا سے سکھی اُن کا سندیسوا

ٹھمری تلک کا مود

ایسی سندر نار کہیں دیکھی ناہیں

انترہ گوری گات پر تنک نیں سونلاہٹ

کدر دیکھے پڑت ہے نین کی پرچھائیں

ٹھمری ایمن (سانجھ)

اپنی بپتا میں کا سے کہوں اے تمرے کارن جو جو دکھ پایا

تج دینو تن من دھن اور چھوڑا اپنا پرایا

انترہ کون کرے تھی ایسی برائی

کدر پیا نہیں تمری خطا کچھ

مور کہو مورے آگے آیا

ٹھمری تلنگ

اری سنولیا کا ہے پیت لگائی!

انترہ نت رہیں ہیں کدر سوتن سنگ

موسوں کرت چترائی!

ٹھمری بھیرویں

ایک نجر مُکھڑا دکھلا جا رے

انترہ بن دیکھے کدر تورے کلنا پرت ہے

بھول جیوں سارا دو کھڑا اے......ایک نجر

ٹھمری ملتانی خیال نما

آج کہو موری لاج گئی سب سکھیّن میں! مہاراج

انترہ ہنس ہنس زکھ زکھ کدر

گروا لگا لیو اپنے پرائے میں مہاراج....

ٹھمری جھنجھوٹی

اب کو دیو جھے تری بات؟

ترپے او زچا ہے دن رات!

انترہ کدر پیا اُن کا ڈھونڈت ہیں

چین تھا جن کے دم کے سات

ٹھمری کافی

استائی بر من زادا بکن لگا ہے

انترہ ہر روز اگر نئی توانی ایماہ ز لطف

گاہے گاہے

پوشیدہ اگر نئی ز اغیار

در پیر ریو من یا برا ہے

جان کردو فدا یقین نہ داری

تن بیجان شدہ گوا ہے

راست است کدر ہمیں کہ دائم

ظالم مفر بادشا ہے

ٹھمری شہانہ

بس ہوگیوں کی چترائی

انترہ کاہے کدر اب بنتی کرت اے

اتنی کر کے ڈھٹائی

کوؤ جتن کے کچھ نہ مانوں
ایہہ تو کہو کہاں رین گنوائی

ٹھمری سندھڑا

بھٹکت نین رہے سو سورے آلی رے
انترہ کدر پیا کو سپنے میں دیکھا
چونک پڑی میں بھور بھئے

ٹھمری بھیرویں

پنگھٹوا پہ ڈھونڈن آئی میں سکھی
موری بندیا گئی رے
انترہ بھور بھئی مورے پئیاں بھرت
کدر پیا گروا لگائی

ٹھمری پیلو

استائی پیت لگائی ہم سے چھپا کر...... ہارگئی سمجھا سمجھا کر
انترہ آکھو (آخر) کدر پیا کیو چھل کینو
گیاں اپنے بس میں لاکر
سوتن کے ڈوکھ ناہیں سنوں گی
سوئے رہوں گی میں کچھ کھا کر

ٹھمری پیلو بروا

استائی پیت ناہیں رے گھر وندے کا کھیل
کدر جب جانوں جو دوکھ جائے جھیل
انترہ بیوگ بپت پرت
تن من جلت
رکت گھٹت جیسے دلے کا پیت

ٹھمری سوہنی

پیت لگائی کا ہو سنگ؟
انترہ دیکھت ہوں میں سانجھ سکارے
کدر پیا لورے نت نئے ڈھنگ

ٹھمری کھماج

تمہاری بھولی بھولی صورت کے میں واری جاؤں

انترہ آٹھوں پہر مو ہے دھیان رہت ہے
کہت کدر کیسے پاؤں؟

ٹھمری دیس

تم بن مورا جیانہ بہلے

برا بھلا جو چاہے کہہ رہے

انترہ لاج سدم سب پت کھوئی
ایسو توج نیہہ لگائی کوئی
کدر میں کا جانتی تھی پہلے

ٹھمری پیلو

جو گجرے تمرے من پر کدر وہ کا جانیں؟

انترہ اپنے جیا کی اُن سے کہو تو
چاہیں مانیں نہ مانیں

ٹھمری کافی

جانے دو مو ہے چھوڑو پیہر دا

انترہ کدر پیا تو ہے لاج نہ ڈر رہے
اتنے لوگن میں لگانے بہت گردا

ٹھمری کھماج

جو کرموں میں ہو سو ہے سویا

ترپت روت رب کا ہوت

انترہ آنکھ لگاوت ہے کدر من موہ لیو
نا کچھ جادو ٹونا

ٹھمری جھنجھوٹی

چھلا دیئو موراری کاہے کرت بدنام

انترہ کدر پیا جن سے ہنست بولت ہو
ان ہی سے راکھو کام

ٹھمری پیلو

دیکھو کدر مورے گاری دینی رے

انترہ میں تو کہوئیں پر پنیاں بھرت تھی
اور نا ہک گاگر چھینی رے

ٹھمری بیاگ

دیکھو کدر نگر گگر مورے بھاری
چھلکت بھیجت ساری

انترہ بار بار پنیاں بھرن بھیجت
ساس دے دے گاری

ٹھمری کھماج وتلنگ

سکھی ری موراجی گھر میں لگت ناہیں بن پی

انترہ رنگ تو گئے کدر بدلیوا
دوج برت نندی

ٹھمری سندھڑا

سن اے ری بجی مورے دھن دھن بھاگ

انترہ رنگ رے کدر ہمری سیجریاں
موہے لپٹ لپٹ گلے لاگ لاگ

ٹھمری کھماج

کدر پیا کیوں گئی
بولوں گی تم سے کاہی نہیں

انترہ چلو ہٹو کاہے جتی کرت ہو
اٹھو اٹھو بس جاؤ دئیں

ٹھمری بھیرویں

کہو کدر لاگی یار نیا دیا

انترہ دیکھو نیا مورے بن کھویا
دوجے ہے منجدھار

ٹھمری کافی

کیوں آج چھیل چھبل کنورے
چٹ پٹ لپٹ جھپٹ
مورا انچرا اینچ

اچانک کدر پیا مُکھ چوم لیو رے

ٹھمری دیس

کاہی کہوں گئیاں تمس میں رات کی بات

انترہ — سگری رین موہ پے جیسی گزری

اور جو کچھ کدر کہی مورے سات

ٹھمری جنگلہ

کدر پیا کیسی آؤں توری پاس

انترہ — اک تو پائلیا چھن چھن باجے

دوجے جاگے موری ساس

ٹھمری جنگلہ

کدر پیا کیسے آؤں توری تیر

جات ہوں میں بھرتی نیر

انترہ — سانجھر کو سکھیاں پنیاں بھرت ہیں

پنگھٹ پر ہوئی بھیڑ

ٹھمری تلنگ

کاہے کو پیت لگائی کدر چار دن کی رے

انترہ — اور ن سے پیا ہنست بولت ہیں

ہم سے کرت چترائی

ٹھمری پیلو

کون بکھیڑے میں آن پھنسی گئیاں

در سن اُن کے

سُنیاں اسے جنئے

دیکھے بانکے سنولیا

رنگیلے بن کے

انترہ — گائیں بجائیں رجھائیں سکھی ری

وہ تو گنی ہیں سب ہیں گن کے

انترہ — تب تو کدر کی ناہیں کدر تھی

اب تڑپت ہوں خبر سن سن کے

ٹھمری پرج

کب آئیں سیاں موری گئیاں

میں توری میوں بلیاں

انترہ سماس نند موری بیرن جھوری

بابلسن یک بکالو ئیاں لو ئیہان

اپنی پیتا میں کا سے کہوں کدر بن

جو جو پڑیاں سہیاں

ٹھمری بہاگ

کدر پیا نیہاں لگا کر بچھڑے

انترہ ہم تڑپت تم سوتن سنگ سووت ہو

ناہک تمرے کیے میں آئے

ٹھمری کھماچ

کدر میں تو نا ہیں ہوں توری ناری

کیوں جھجوئی چوز موری ساری

انترہ نہ موہے جانو رنہ موہے چینو

کاہے ماری پچکاری

ٹھمری بھوپالی

کبورسیا چھل بل کینو مائی

کرچترائی ساری رین گنوائی

انترہ کدر سوتن گھر آج گئے

اُن کی ڈھٹائی ایسی

مہکا نہ سہائی

ٹھمری جھنجوئی

بتی توری نہ مانوں نا پوچھوں توری بات

انترہ رات کدر کاہے سوتن سنگ سوئے

اور ہم سے کینی گھات

ٹھمری کھماج

میں پنیاں بھرن کیسے جاؤں کدر پیا؟
ایک گگر بھاری
دوجے دھک دھک کرت ناری
ڈگر چلت
پگ دھرت
ٹھہر ٹھہر کانپے جیا

ٹھمری پیلو

میں تو کدر کے کارن بھئی جوگن
تج کرتن میں بھئی بروگن
انترہ — کانن نندل گلے مرگ چھالا
بن کے جوگن
میں پھری بن بن

ٹھمری جنگلہ پیلو

موری سکھیاں ڈھونڈ رہی
اونکا پاوت ناہیں کہیں
انترہ — کدر پیا تم جنکا چاہت ہو
کا جانے کون دیس گئیں
کیسے اکھاں پھیر لیں کہ رہی ملن کی نہ آس
مورے آنسوؤ ھلنے لاگے گھلنے لاگا ماس

ٹھمری پرج

موری گھر گئی اودن بن برسوں
ڈھونڈن نکسی ہوں گھر سوں
انترہ — رین وفا ہمیں ترپ بیتی
اس پے درسن کے ہیں جیتی
آئی بسنت اور انبوا بورے
بہار آئی پھولی سرسوں
راہ تکت مورے نین تھکے

اب جائے کوئی یہ اُن سے کہے
جھوٹ کدر تم کیوں کرت ہو
دسونہیں کہت آج کل پرسوں

ٹھمری بارہ ماسہ

جب سے سیاں پردیسوا گیوری

من میں رہت واکا دھیان ری
انترہ برہن گجری سیاں بن ہم کا
ورہن کا ارمان ری
اپنے پیا کو میں ڈھونڈن نکسی - کا ہو کی نہ راکھی آن ری
انترہ نیناں کی گھائل برہا کی ماری - ہمری یہی پہچان ری
پاتی میں لکھیو یہی موری گئیاں - تم بن نکسی پران ری
نیناں لگا کر من موہ لینو - تن من دھن اور جان ری
پیت نہ کرنا کدر سنگ کوؤ - ہم کا بھی اب کان ری

دادرا کافی

چلی گئی ہم سے سیاں کہہ مور
انترہ ادکھوتھا جاتا کرت بہانہ کوؤ
سوتن کی اور
انترہ دیکھے کدر کی یہ چترائی بہیاں چھڑا کر جور

دادرا پیلو

کہہ پیا ناہیں کہوں دُکھ اپنا
انترہ ساس نند کا ڈر موہے کیسے؟
بولوں جیسے گونگی کا سپنا

ہولی پیلو

آگ لگی ایسی ہولی کو گئیاں
کیسی کدر نے مروری ہیں بہیاں
انترہ چھین پچکاری موسے
سوتن پر رنگ ڈالا
دیکھو ناہک ہم کا جلاوت ہیں سیاں

تال ہولی کافی

اپنی بپتا کہوں کا سکھی من کی
تنک سدھ ناہیں ہم کا تن کی

انترہ اب موری بجیا پیا، ناہیں آوت
ہو گئی ایسی کن بیرن کی

ہولی کافی

اچانک انجرا پکڑ مورا کھینچا
چولیا مسک گئی چوریاں کرک گئیں
کرو انگت ایسے جور سے پہنچا
کدر پیا اوروں میں تو ہنستی تھی
یہ سچ ہے بڑے مول کا سر پہنچا

ہولی کافی

پیا ہولی نہ کھیلونگی اب کی بار
تم تو بھاگت ہو رنگ ڈار ڈار

انترہ جاؤ کدر کھیلو سب سکھین سنگ
بٹی رہی ہیں بار بار

ہولی کافی

رنگ نہ ڈارو پکڑ کر سیاں
مانو کہا ذرا چھانڈو تو بتیاں

انترہ کدر ہم سے تم کیوں ٹھٹھولی کرت ہو
اور بھی تو ہیں ساتھ کی گئیاں

ہولی کھماچ

کدر میں تو ناہیں ہوں توری ناری
کیوں بھجوئی چونر موری ساری

انترہ ناموہے جا تو ناموہے چینہو (چنی ہو)
کاہے ماری پچکاری

دوہڑہ جوگن

برسوں سے وہ آئے نہیں رتی اکیلی سوئے

تڑپت رووت بیٹھ رہے ہیں اسوں سے منہ دھوئے
کدر پیا سے نہیہ لگائے سمجھ جنم کا سات
کدر پیا بن ہمکا گنیاں دن سوجھے نہ رات
کدر کی مورت آنکھ میں ہے پتلی وین بچھائے
تل دھرنے کی جگہ نہیں ہے تو اور کہاں سے آئے
سرمہ دوں تو گر گر جائے کاجل دیا نہ جائے
جن نینن میں پی بسیں دوجا کون سمائے؟
آؤ پیا تم نینن میں پلک ڈھانپ توہے لوں
ناہیں دیکھوں اور کو نا توہے دیکھن دوں
ارے پپیہے بانورے تو آدھی رات نہ کوک
ہولی ہولی سلگن دے اک بار سنت بھوک
آہ کروں تو جگ جلے اور جنگل بھی جال جائے
پاپی جیارا نہ چھپے کہ جا نیں آ و سمائے
سجن سکاری جائیں اور نین بریں گے لائے
بدھنا ایسی رین کو کہ بھور کبھی نہ ہوئے

دوہڑہ

جب دانتوں کی چمک پڑی تو رنگ بھیا سفید
بجلی گرتی روکے کون اور کیا کرے بید؟

روم سے...... 60 فیروز پور روڈ کا تعلق

ہمیں 14۔ ایس کینال پارک کے مالک مکان نے پیغام بھجوایا کہ وہ سارا گھر استعمال میں لانا چاہتے لیے گھر کو خالی کر دیا جائے۔ وہ ایک ایسا عہد تھا جب مالک مکان بھی دھونس سے گھر خالی نہ کرواتے تھے نہ کسی دیتے تھے۔ ہم نے شرمندہ شرمندہ اپنا سامان ریڑھیوں پر لادا اور 60۔ فیروز پور روڈ روانہ ہو گئے۔ ان دنوں طرح سامان سے لدے ریڑھے عام نظر آتے تھے۔

یہ لڑکیوں کا سکول تھا جس میں دسویں تک تعلیم دی جاتی تھی۔ میری خالہ کے لیے ہمیں سٹاف او چھپا کر رکھنا بڑی بدنامی کا باعث ہو سکتا تھا۔ محکمہ اُن کی انکوائری کر سکتا تھا، لیکن ابھی لہو سفید نہ ہوا تھا۔ ہماری خا تھیں اس لیے اُنھوں نے اپنی ساری شفقت مادری ہم پر مرکوز کر رکھی تھی۔

خالہ نے ہمیں سکول کے بائیں ہاتھ یہی دو چھوٹے چھوٹے کمرے رہنے کے لیے دیے جن کے ... غسل خانہ بھی تھا۔ سکول کے پچھواڑے ایک گراؤنڈ تھی جس کی چاردیواری کے ساتھ ساتھ درخت اُگے ہوئے ہاتھ ہی ایک چھوٹا سا باورچی خانہ اور سرونٹ کوارٹر تھا جس میں ہماری نئی ملازمہ اور اس کی بیٹی خورشید نے ... ہیڈ مسٹریس کی رہائش گاہ تھی۔ ہیڈ مسٹریس کے رہنے کے لیے دو کمرے مختص تھے۔

یہ پاکستان کے ابتدائی ہیجانی سال تھے۔ اوپر سے ریزی بھائی کا مسئلہ گھمبیر تھا، بلکہ سارا مسئلہ ہی میں تو خالہ کے ساتھ کسی طرح کھپ سکتی تھی لیکن ریزی کا رکھنا دشوار تھا۔ وہ پہلی گھنٹی بجنے اور ''لب پہ آتی ہے دعا ... سے بہت پہلے سکول سے باہر نکل جاتے۔ پتہ نہیں کہاں کہاں سڑکیں ناپتے، نوکری تلاش کرتے یا کام کی کھوج لگا ... سکول اُس وقت لوٹتے جب ساری بلڈنگ ویران ہو جاتی۔ کبھی باورچی خانے میں جا کر کھانا کھا لیتے، کبھی خورشید ... کھانا لگا کر کمروں میں لے آتی۔

اس سکول میں شام کے وقت دسویں کی خالی جماعت میں ہمارے ملنے والے آ جاتے۔ اب 1۔ حر... والوں کا خوف اور دھڑکا بہت کم ہو چکا تھا۔ خاں صاحب روم سدھار چکے تھے۔ شادی کا سائرن بند تھا۔ افتخار بھ...

…ے پاس باقاعدگی سے آنے لگے۔ یہ بھی ایک دوہری Situation تھی۔ جس قدر 1- مزنگ روڈ
… ملنے لگے تھے، اُسی قدر تواتر کے ساتھ روم سے خاں صاحب کے خطوں نے میرے اندر دھوم مچا رکھی
… میں سکول کے باہر ٹنگے ہوئے پوسٹ بکس کی طرف لپکتی۔ بہت کم ایسے ہوا کہ مجھے خاں صاحب کا

… سے ہماری دوستی 24- کینال پارک میں ہو چکی تھی۔ وہ ایک Sportsman ہے۔ بیٹھ کر غیبت کرنا
…اور کرنا اُس کا محبوب مشغلہ کبھی بھی نہیں رہا۔ کینال پارک میں اُس نے ہمیں خوب کرکٹ کھلائی اور
… ٹلن مٹی "Smy" سے بھی متعارف کرایا۔ اس کی پوسٹنگ لاہور سے باہر ہوئی تھی لیکن جب بھی وہ
… میں ملنے شام کے وقت ضرور آتا۔
…ی محبت میں عجب اپنائیت تھی۔ اُسے دیکھ کر لگتا گویا ہم اکٹھے بڑھے پلے ہوں۔ اُس پرکھوں سے میل
…۔ وہ بھابھی کے رشتے کو ماں، دوست، بہن اور آدھی گھر والی کے طور پر دیکھتا اور جانچتا اور پرکھتا تھا۔
… بھی ریزی کی طرح شام یا گہری شام کے وقت آتا۔ وہ کبھی پچھلے کمروں میں نہ بیٹھتا بلکہ دسویں جماعت
… روم میں کرسی نکال کر ڈسک پر کہنیاں جما کر بیٹھ جاتا۔ کبھی کبھی چاک اٹھا کر ڈسک پر ہی الٹی سیدھی تصویر
…نے کے وقت پچھلے باورچی خانے میں یا اسی ڈسک پر بیٹھ کر کھانا بھی کھا لیتا۔
…ی سکول میں تقوی کی ملاقات محمودہ منظور سے ہوئی۔ محمودہ منظور جے وی پاس تھی اور ملتان میں میری والدہ کی
…سکول اول تو میری والدہ کو خوش کرنے کے لیے اُن کا تعاقب کرتی رہی، لیکن پھر رفتہ رفتہ میری دوست بن گئی۔
… یکطرفہ تھی کیونکہ اس میں محمودہ کی طرف سے بہت زیادہ جذبہ اور اظہار تھا۔ اُس کے والد تو حیات نہ تھے
…ی والدہ باغبان پورہ میں رہتی تھیں اور ایک سکول چلاتی تھیں۔ مجھے اور ریزی کو کبھی اُن کے گھر جانے کا اتفاق نہ
… میں بیشتر وقت وہ ہمارے ساتھ رہتی، یہیں اُس کی ملاقات تقو سے رہتی۔
محمودہ کا جسم بے حد متناسب تھا لیکن شکل سادہ تھی۔ کبھی کبھی تقو اُس کا مورال بلند کرنے کے لیے کہتا ...... "وہ بھی
… ورگا" اسی سلوگن نے محمودہ کا نام "پتو" ڈال دیا۔ وہ بھی ہمارے ساتھ کرکٹ اور "سمی" (Smy) کھیلنے لگی
… Smy چل نہ سکی کیونکہ کمروں میں ڈسک اور کرسیاں زیادہ تھیں۔ اس لیے کچھ دیر بعد یہ کھیل چھوڑ دی گئی اور
…ٹ پر اکتفا کیا گیا۔
باقی مزنگ روڈ والے تو ابھی سکول کی طرف رخ نہ کرتے تھے لیکن تقو سے بھی زیادہ افتخار بھائی ہماری دلجوئی اور
… لیے سکول کا رخ کرتے۔ وہ مجھ سے بہت کم بولتے تھے لیکن میری خالہ (ماسی جی) ماچھی جی اور ریزی سے اُن
… چھنتی تھی۔ وہ ماچھا کو اپنی "کالی ماں" کہہ کر بلاتے تھے۔ ابھی افتخار بھائی میرے لیے ڈیڈی جی نہ بنے تھے۔
…۔ مجھے جانچنے، آنکنے اور پرکھنے کے لیے آتے تھے۔ مجھے وہم پالنے کی عادت ہے۔ میں ان دونوں بھائیوں کے آنے
…ے سمجھنے لگی کہ شاید میری جملہ کمتری کو دل سے مزنگ روڈ والوں نے معاف کر دیا ہے اور واقعی انہوں نے مجھے پسند کر لیا ہے
… شاید وہ لوگ صرف اتنا سمجھتے تھے کہ خطرہ ٹل گیا۔ روم میں کوئی اطالوی لڑکی (میم) پسند آ جائے اور وہ خواہ مخواہ کی